"کمبخت اتنی اچھی لڑکی ہے مگر اگر رنگ بھی ذرا گورا ہوتا تو کسی اچھی جگہ شادی ہوجاتی"۔ پتہ نہیں یہ پیار بھری تضحیک تھی یا تضحیک بھرا پیار مگر یہ بات واقعی مجھ سے بولی گئی تھی۔ یہاں تک کہ جب انہونی ہو کر رہی اور میری شادی کے حیرت انگیز امکانات پیدا ہو ہی گئے تو یقین جانیے کہ قریبی رشتے داروں تک کو یہ لگ رہا تھا کہ بے آبی اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے کوئی خوبصورت لڑکی چاہیں گی تو اس ویاہ دے امکان کوئی نا! مگر ہونی کو کون ٹال سکتا ہے! بغیر گورے رنگ کے شادی ہو گی اور وہ بھی بے آبی کے اکلوتے سپوت سے! مجھے یہ باتیں کہنے والے بزرگوں کے خلوص نیت پر ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے- مجھے پورا یقین ہے کہ یہ باتیں انہوں نے میری فکر میں ہی کہیں تھی اور اپنی طرف سے حقیقت پسندی کا مظاہرہ ہی کیا تھا۔ مگر نا صرف تقریبا بارہ سال کیلئے کہی گئی یہ باتیں بلکہ یہ اوراس جیسی مزید کئ باتیں میں بچپن سے سنتی آ رہی ہوں۔ اس عمر سے جب رنگ و نسل کی تمیز بھی بچوں کو نہیں ہوتی۔

بچپن میں پیار سے دیا گیا نام 'کلو پری'، توتلی زبان میں ' میں کڑیم لگا کر گوڑی گوڑی ہو جاؤں گی' سننے کا پیار بھرا شوق اوربڑی آپاؤں باجیوں کے رنگ گورا کرنے کے پر خلوص مشورے سب مجھے آج تک یاد ہیں۔ ان میں سے کچھ باتوں کو گزرے ہوئے تو شاید کئی سال ہو گئے ہیں۔ اور یہ سب وہ باتیں ہیں جو مجھے پیار اور ہمدردی میں کہی گئیں۔ اب ذرا سوچئے کے جب اس طرح کی باتیں مجھ جیسی دبتی رنگت اور معاشری پیمانے کے لحاظ سے دبتی شکل و صورت والی لڑکیوں کو تضحیک میں سننے کو ملتی ہونگی تو وہ انکی شخصیت پر کیا اثر چھوڑتی ہونگی۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک لڑکی کی شخصیت کو مابنے کا بہترین پیمانہ اس کی جلد کی رنگت ہے۔ میری باتوں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ رنگ گورا کرنا ہی نوعمر لڑکیوں کا واحد مسئلہ ہے۔ کسی 'بیچاری' کا قد چھوٹا ہے، کسی ' ںااہل' کا پیٹ موٹا ہے اور کسی 'بد نصیب' کی جلد پر باقی لڑکیوں سے زیادہ کیل مہاسے ہیں۔ اور کوئی آدھ جنم جلی تو دو یا تین مسائل کا شکار ہوتی ہے ۔ مگر یقین مانئے کہ موٹی ہو پر گوری ہو، قد چھوٹا ہو پررنگ دمکتا ہو اور اگر کیل مہاسوں میں بھی رنگت کی لالی ہو تو کچھ نمبر بڑھ ہی جاتے ہیں۔

آپ کو شاید لگ رہا ہو کہ میں یہ سب اپنے جلے دل کے پھبھولے پھوڑنے کو لکھ رہی ہوں مگر عمر کے اس دور میں اس مسئلے کوایک ناظر کی طرح یا ایک تماشائی کی طرح بس دیکھ رہی ہوں۔ پہلے میں اس کا شکار تھی اور آج جب میں بچیوں اور نوعمر لڑکیوں کو دیکھتی ہوں تو اچھی طرح سمجھ سکتی ہوں کہ انکی ظاہری شخصیت کو انکی قابلیت کا پیمانہ بنانا اور خاص طور پر دبتے رنگ کو مسئلہ یا بدقسمتی تصور کرنا ان کی شخصیت پر کیا اثر ڈال سکتا ہے۔

ایک بچی جس کو گھر سے ہی تاثر ملے کہ اس کی کامیابی کا تعلق فیئراینڈ لولی، آرچی پرل اور سٹلمنز سے ہے وہ کسی اور طرف دماغ کیسے لگائے! ایسا لگتا ہے جیسے جس دن لڑکی کا رنگ گورا ہو گیا اس کی شادی بھی ہو جائے گی، اس کو ایک مرد باس بہترین نوکری بھی عنایت کر دے گا، اس کے اساتذہ کرام اسکو دمکتے رنگ کی چکاچوند سے خیرہ ہوکر پاس بھی کر دیں گے اور تو اور اس کے جیسے دوسرے گورے اور کامیاب لوگ اس سے دوستی بھی کرلیں گے!

جن لوگوں کو میری اوپر لکھی گئی باتیں ایک جذباتی عورت کی ٹر ٹر لگ رہی ہے اور جن کو لگ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ رائی کا پہاڑ بنا رہی ہوں میں ان کو ایک اور رخ بھی دکھانا چاہتی ہوں۔ ہمارے ہاں ویسے بھی پورے خاندان کی عزت لڑکی کے پلو سے بندھی ہوتی ہے تو شاید یہ بات ہی ان کے دل اور دماغ پر دستک دے دے۔ ایک نوعمر لڑکی جسے گھر اور خاندان والوں کی طرف سے مسلسل یہ احساس دلایا جائے کہ اس کی قسمت پر اسکے گہرے رنگ کا سایہ ہے اسے باہر سے ملنے والی پہلی توجہ ہی بچھاڑ دیتی ہے۔ وجہ اس کے کردار کی کمزوری نہیں بلکہ وہ احساس کمتری ہے جو پیار، ترس یا مذاق مستی میں کہی گئی وہ باتیں ہیں جن سے اس کو لگتا ہے کہ شاید یہ زندگی میں ملنے والا پہلا اور آخری موضعہ ہے کہ کوئی مجھے رنگ سے آگے بھی دیکھ رہا ہے۔ میں خود ایک ایسی خاتون کو جانتی ہوں جو گھر چھوڑ کر ایک مزدور کے ساتھ چلی گئیں تھیں۔ شاید وہ آدمی دنیا کا واحد انسان تھا جس نے ان کو توجہ دی تھی۔ وہ خاتون یقینا ایک بہتر شادی اور بہتر زندگی کی حقدار تھیں مگر گھر میں ان کو ان کے رنگ اور دبتی شکل کے حوالے سے اتنا چھیڑا جاتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو کسی قابل ہی نہیں سمجھتی تھیں شاید ان کو لگا کہ کسی نے تو مجھے خوبصورت سمجھا اور وہ شاید اس سے آگے سوچ ہی نہ سکیں۔

میں موضوع کو اتنا سنجیدہ اور لمبا نہیں بنانا چاہ رہی تھی مگر یہ بہت سی دکھتی رگوں میں سے میری ایک زیادہ ہی دکھتی رگ ہے۔

میں نے پڑھ بھی لیا، نوکریاں بھی کیں، شادی بھی ہوگئی اور بچے بھی ہو گئے۔ میرے رب کا مجھ پر بہت کرم ہے مگر یقین مانیں، صرف اس کمبخت رنگ کو لے کر بہت دفع بہت بہت دلبرداشتہ کیا گیا۔ اور مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر کل کسی نے میری بیٹی یا میرے سامنے کسی اور لڑکی کو اس کی شکل اور ظاہر تک محدود کیا تو وہ میں لحاظ اور تمیز کو شاید اپنے میں ڈھونڈ نہ پاؤں۔

لڑکیاں ہی نہیں لڑکے، بچے، بوڑھے، جوان سب ہی کے بہت سے مسائل ہیں جو خواہ مخواہ ہی ہیں مگر ان پر بھی کسی اور وقت قدم اٹھاؤ گی۔

**آمنہ علی( ام زینب علی)**